Lesson 3: Al-Anfal (Ayaat 41- 58):Day 11 سُوۡرَةُ الأنفَال کی تفسیر

إِذۡ أَنتُم بِٱلۡعُدۡوَةِ ٱلدُّنۡيَا وَهُم بِٱلۡعُدۡوَةِ ٱلۡقُصۡوَىٰ وَٱلرَّكۡبُ أَسۡفَلَ مِنكُمۡۚ وَلَوۡ تَوَاعَدتُّمۡ لَٱخۡتَلَفۡتُمۡ فِي ٱلۡمِيعَٰدِ وَلَٰكِن لِّيَقۡضِيَ ٱللَّهُ أَمۡرٗا كَانَ مَفۡعُولٗا لِّيَهۡلِكَ مَنۡ هَلَكَ عَنۢ بَيِّنَةٖ وَيَحۡيَىٰ مَنۡ حَيَّ عَنۢ بَيِّنَةٖۗ وَإِنَّ ٱللَّهَ لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿42﴾

جب کہ تم پاس والے کنارے پر تھے اور وہ دور والے کنارے پر تھے اور قافلہ تم سے نیچے تھا۔ اگر تم آپس میں وعدے کرتے تو یقیناً تم وقت معین پر پہنچنے میں مختلف ہو جاتے۔ لیکن اللہ کو تو ایک کام کر ہی ڈالنا تھا جو مقرر ہو چکا تھا تاکہ جو ہلاک ہو، دلیل پر [یعنی یقین جان کر] ہلاک ہو اور جو زندہ رہے، وہ بھی دلیل پر [حق پہچان کر] زندہ رہے۔ بیشک اللہ بہت سننے والا خوب جاننے والا ہے۔ (42)

آیت کا اگلا حصّہ؛ وہی بات کہ اگر تمہیں علم ہوتا کہ جنگ ہونے والی ہے تو شائد صورتِ حال کو مختلف طریقے ہوتی۔ شائد تمہارے اندر اختلاف ہو جاتا۔

اللہ کی خاص مدد خاص حالات میں آتی ہے۔ یہ اہم ترین آیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بتادیا کہ وہ تو دلیل کے ساتھ کام کرتا ہے۔ اللہ نے بتادیا کہ جو زندہ رہے وہ اللہ کے دین کے لئے زندہ رہے۔

یہاں زندہ رہنا اور ہلاک ہونے سے مُراد دین کا زندہ ہونا ہے۔ جو اللہ کے دین کی مدد کرے گا، اللہ اُس کی مدد کرے گا۔

کھلی آنکھوں سے پتا چل جائے کہ اللہ کا دین حق ہے۔ اللہ کے نبیؐ حق پر ہیں۔

ایک مثال ہے کہ آپ نے کھانے کی دعوت کا انتظام کیا تو آپ کو کتنی محنت کرنی پڑی۔

اور ایک دعوت ہے دعوتِ دین۔ تو پھر کتنی محنت کرنی پڑے گی۔ اس کے لئے صبر ، تحمل اور سکون کی ضرورت ہے۔ بدر جیسے مرحلے انہی لوگوں کی زندگی میں آتے ہیں جو یہ ظاہر کر دیتے ہیں کہ اُن کا جینا اور مرنا صرف اللہ اور دین اسلام کے لئے ہے۔ اسلام کی کشتی میں بیٹھ گئے ہیں۔ اَب اگر ہم ڈوب گئے تو خوش نصیب ہیں اور اگر زندہ بچ گئے تو بھی خوش نصیب کہ مزید نیکیوں کے مواقع مل جائینگے۔

ابو ہریرۃؓ جب کسی جہاد پر تشریف لے جاتے تو فرمایا کرتے تھے کہ اگر جنگ میں مر گیا تو لوگ کہیں گے کہ ابو ہریرہ شہید ہو گیا اور اگر زندہ واپس آ گیا تو مدینہ کی گلیوں میں لوگ میری طرف دیکھ کر اشارے کریں کہ یہ وہ ابو ہریرہ ہے جو جنگ سے غازی بن کر واپس آیا ہے۔

جیو تو حق کے ساتھ اور مرو تو حق کے ساتھ۔

دو طرح کے مجاہد ہیں۔ ایک مجاہد فی سبیل اللہ؛ جس کے تذکرے ہم پڑھ رہے ہیں۔ ہر حال میں دین کے کام۔ ایک دفعہ جو اللہ کے دین کے مزے چکھ لے۔ وہ پھر پیچھے نہیں ہٹتا۔ جن پر پکّے رنگ چڑھ جائین وہ دین پر جم جاتے ہیں۔

ایک بہن کی شادی ہے۔ شادی میں چار دن رہ گئے ہین لیکن وہ ابھی بھی بھاگ بھاگ کر دین کے درسوں اور دین کی کلاسوں کے کام کر رہی ہے۔

ہم پر اگر تو پکّا رنگ چڑھ گیا ہے تو پھر ہم خوشی میں ، غم میں ، آسانی میں ، مشکل میں دین کے کام کرتے رہیں گے۔ مثال؛ جب ہم کسی سفر پر جاتے ہیں لیکن اگر راستے میں ٹریفک زیادہ ہو تو کیا ہم کام چھوڑ کر گھر واپس چلے جاتے ہیں؟ نہیں بلکہ صبر سے انتظار کرتے ہیں۔ چاہے کم سپیڈ پر ہی جائیں آگے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔

دین پر استقامت لازمی ہے۔ حدیث کا خلاصہ؛ کہ فرشتے کسی بندے کا مسجد میں پوچھنے آتے ہیں لیکن وہ بیمار گھر پڑا ہوتا ہے۔ مسجد میں اُس کی عبادت کا ثواب لکھا جاتا ہے کیونکہ روز جاتا تھا۔

اگر ہم اللہ کے دین پر کام کرتے کرتے کبھی بیمار ہو جائیں یا نماز کچھ دیر سے پڑھ لیں تو اللہ کو ہماری مجبوری کا علم ہے۔ لیکن دین پر جم جائیں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی مجبوری کی وجہ سے قرآن کلاس مین نہیں پہنچ سکتے لیکن اللہ کو مجبوری معلوم ہے۔ کلاس کے رجسٹر میں غیر حاضر ہیں لیکن اللہ کے پاس حاضری لگی ہوتی ہے۔

مثال؛ جب صلح حدیبیہ کا معاہدہ ہوُا تو عثمانؓ وہاں موجود نہیں تھے۔ بیعتِ رضوان کرتے وقت اللہ کے نبیؐ نے فرمایا یہ میرا ہاتھ ہے اور دوسرا ہاتھ رکھ کر فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔ اور فرمایا کہ ہم نے کوئی گھاٹی طے نہیں کی مگر عثمان ہمارے ساتھ تھے۔

کبھی کسی نہ آنے والے کے بارے میں بات نہ کریں۔ اپنا غم کریں۔ اپنی فکر کریں۔ دوسروں کے بارے میں فیصلے نہ کریں اور نہ بدگمانی کریں۔ اپنا محاسبہ کریں۔

ایک والدہ کا بیٹا فوت ہوُا۔ وہ پریشان تھی لیکن اللہ اُس کو دین کے راستے پر لے آیا۔ اُس کے ہاتھ خالی نہ رہے۔ وہ دین کے کاموں میں مصروف ہو گئی۔

'مَنۡ هَلَكَ عَنۡ بَيِّنَةٍ' قیامت کے دن ہمارے پاس دلیل ہونی چاہیئے۔ کہ یا اللہ میں نے کوشش کی تھی۔ یا میری یہ مجبوری تھی میں نہ کر سکی۔ ہمارے پاس دلیل ہو گی تو بچ پائیں گے۔ مریں تو اس حالت میں کہ اللہ کو راضی کرنے میں لگے تھے اور دین اسلام کے لئے بھاگ دوڑ کر رہے تھے۔

'وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ' زندگی ہے تو اللہ کی خاطر ہے۔ اپنا سب کچھ دین پر لگا دیا ہے۔ مال، وقت، صلاحیتیں۔ اللہ کو سب معلوم ہے کہ لوگ کس مجبوری میں ہیں اور کس حالت میں ہیں۔

اللہ رزق اور مال میں برکت عطا فرماتا ہے۔ چلتے رہیں۔

اللہ آپ کی بہترین قدر کرتا ہے۔ آپ اللہ کے دین کے لئے کام کریں تو اللہ آپ کو بہترین اَجر عطا فرماتا ہے۔ اللہ بہترین دوست اور ساتھ نبھانے والا ہے۔

اگلی آیات کو پڑھیں اور سمجھ لیں کہ اللہ انہونی کر کے دکھا رہا ہے۔

Impossible کو I m possible کر کے دکھا دیا۔

اللہ کی مدد دیکھیں کہ کیسے آتی ہے؟

إِذْ يُرِيكَهُمُ اللَّهُ فِي مَنَامِكَ قَلِيلًا ۖ وَلَوْ أَرَاكَهُمْ كَثِيرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ سَلَّمَ ۗ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٤٣﴾

جب کہ اللہ نے وہ کافر تجھے تیرے خواب میں تھوڑے کر کے دکھلائے اور اگر تجھے بہت دکھلا دیتا تو تم لوگ نامردی کرتے اور کام میں جھگڑا ڈالتے لیکن اللہ نے بچا لیا جو بات دلوں میں ہے وہ اسے خوب معلوم ہے ﴿۴۳﴾

يُرِيكَهُمُ: وہ دکھا رہا تھا۔ تجھے۔ اُن کو (کفار)۔ مَنَامِكَ: نوم سے یعنی نیند۔

اللہ کے نبیؐ غزوۂ بدر کے موقع پر بہت پریشان تھے۔ رو رہے تھے۔ پھر اُن کو اونگھ آئی اور اُن کو خواب میں کم لوگ نظر آئے۔ نبیؐ کے خواب سچے ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں مشرکوں کی تعداد بہت کم دکھائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے ذکر کیا، یہ چیز ان کی ثابت قدمی کا باعث بن گئی۔

ممکن تھا کہ ان کی تعداد کی زیادتی میں رعب بٹھادے اور آپس میں اختلاف شروع ہو جائے کہ آیا ان سے لڑیں یا نہ لڑیں؟ اللہ تعالیٰ نے اس بات سے ہی بچالیا اور ان کی تعداد کم کرکے دکھائی۔

اللہ پاک دلوں کے بھید سے سینے کے راز سے واقف ہے آنکھوں کی خیانت اور دل کے بھید جانتا ہے۔

خواب میں تعداد میں کم دکھا کر پھر یہ بھی مہربانی فرمائی کہ بوقت جنگ بھی مسلمانوں کی نگاہوں اور ان کی جانچ میں وہ بہت ہی کم آئے تاکہ مسلمان دلیر ہو جائیں اور انہیں کوئی چیز نہ سمجھیں۔

دین کے راستوں میں کئی دفعہ ہمت ٹوٹتی ہے لیکن اللہ مخلصین کو تھام لیتا ہے۔ سورۃ آلِ عمران میں دو قبیلے اُحد کے موقع پر ڈھیلے پر گئے تھے۔ لیکن اللہ نے قدم جمادیئے۔

دین کے معاملات میں جم جائیں۔ نیت کو مخلص رکھیں۔ اللہ آسانی پیدا فرمادے گا۔

اللہ نے صحابہ کرامؓ کو مشکل میں ڈالا اور اُن کو خوف دُور ہو گیا۔ جب حدف چھوٹا ہے تو لوگوں کے ایمان کا پتا نہیں چلتا لیکن جب کام بڑا یا مشکل ہو تو دل اور نیت کا خلوص ظاہر ہو جاتا ہے۔ کہ کون کتنا ہمت والا اور دین کے لئے مخلص ہے۔

دین کی مشکلات میں لوگ منتخب ہو جاتے ہیں۔

اللہ کے نبیؐ کو لوگ تھوڑے نظر آئے۔ خواب سچا تھا لیکن اصل بات یہ تھی کہ لوگوں کی تعداد نہیں بلکہ کوالٹی کم نظر آئی۔ فطرت کا اُصول ہے کہ کم لوگ ہی اچھے ہوتے ہیں۔

مثال ایک کام دین کے لئے کرتے ہیں۔ اللہ کو راضی کرنے کے لئے کرتے ہیں۔ تو ہمیشہ ہمت بلند رہتی ہے۔ نظر بہترین اَجر پر رہتی ہے۔ لیکن ایک کام انسان اپنے نام یا مال کے لئے کرتا ہے۔ فائدہ ہو گیا تو خوش ورنہ پریشان۔ کبھی غمگین کبھی خوش۔۔ دنیا کمانے والا تھک جاتا ہے۔ فی سبیل اللہ کام کرنے والا نہیں تھکتا۔

اللہ تعالیٰ بندے کو تھام لیتا ہے۔ قیامت کے دن لوگ بے حد پریشان ہونگے۔ اور یہی پکار رہے ہونگے۔ اللہ سَلّم۔ یا اللہ تھام لے۔ اپنے آپ کو دیکھیں کہ میں دین کے کام کیسے کرتی ہوں؟ بہتری کی اُمید رکھیں۔ غزوۂ بدر میں مشرکین کی تعداد زیادہ تھی لیکن اندر سے خالی تھے۔ مکہ کے بہترین لوگ پہلے مسلمان ہو چکے تھے۔ غزوۂ بدر میں مکہ کے کھوٹے اور نچلے لیول کے لوگ لڑنے آئے تھے۔ ایک مومن کے اندر بہت توانائی ہوتی ہے۔ وہ بہت حوصلے والا ہوتا ہے۔ اللہ کے نبیؐ کے ساتھ اُمّت کے بہترین لوگ تھے۔

حدیث کا خلاصہ؛ (اللہ نے نبیؐ کو یہ دکھایا) کہ اللہ نے ترازو کے ایک پلڑے میں اللہ کے نبیؐ کو رکھا پھر اُس کے مقابلے میں دوسری طرف تمام لوگ ڈال دیئے تو اللہ کے نبیؐ والا پلڑا بھاری ہی رہا۔ یہ انسان کے اندر کی کیفیت انسان کو مضبوط رکھتی ہے۔ ایمان انسان کو وزن دیتا ہے۔

ایک اور حدیث کا خلاصہ؛ کہ مسلمان اُمت پر ایک وقت ایسا آئے گا کہ غیر مسلم ایک دوسرے کو مسلمانوں پر حملے کی دعوت دیں گے۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا کیا مسلمان کم ہونگے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں تعداد میں تو بہت ہونگے لیکن اُن میں وھن کی بیماری ہوگی۔ وھن یہ ہے کہ دنیا سے محبت اور موت سے نفرت۔ مسلمان خس و خاشاک کی طرف بہہ جائینگے۔

آج مسلمانوں کی حالت دیکھ لیں۔ آج ایک صحابیِ رسولؐ آجائے تو حالات مختلف ہونگے۔ ہم تو دنیا داری پر بک جاتے ہیں۔مال اور آسائش کے لئے بدل جاتے ہیں۔ خاندان کے لئے بدعتیں کر لیتے ہیں۔ گھر والوں کے لئے دین سے پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔

یہ بازی عشق کی بازی ہے جو چاہو لگا دو ڈر کیسا. گر جیت گئے تو کیا کہنا ہارے بھی تو بازی مات نہیں

پھر جب دونوں گروہوں کا آمنا سامنا ہوُا؛

وَاِذۡ یُرِیۡکُمُوۡهُمۡ اِذِ الۡتَقَیۡتُمۡ فِیۡۤ اَعۡیُنِکُمۡ قَلِیۡلًا وَّیُقَلِّلُکُمۡ فِیۡۤ اَعۡیُنِهِمۡ لِیَقۡضِیَ اللّٰهُ اَمۡرًا کَانَ مَفۡعُوۡلًا ؕ وَاِلَی اللّٰهِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ ﴿۴۴﴾

اور جب تمہیں وہ فوج مقابلہ کے وقت تمہاری آنکھوں میں تھوڑی کر کے دکھائی اور تمہیں ان کی آنکھوں میں تھوڑا کر کے دکھایا تا کہ اللہ ایک کام پورا کر دے جو مقرر ہو چکا تھا اور ہر کام اللہ تک ہی پہنچتا ہے ﴿۴۴﴾

پھر اسی طرح کافروں کی نظروں میں بھی اللہ حکیم نے مسلمانوں کی تعداد کم دکھائی اب تو وہ ان پر اور یہ ان پر ٹوٹ پڑے۔ تا کہ رب کا کام جس کا کرنا وہ اپنے علم میں مقرر کر چکا تھا پورا ہو جائے کافروں پر اپنی پکڑ اور مومنوں پر اپنی رحمت نازل فرمادے۔

جب تک لڑائی شروع نہیں ہوئی تھی یہی کیفیت دونوں جانب رہی لڑائی شروع ہوتے ہی اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار فرشتوں سے اپنے بندوں کی مدد فرمائی مسلمانوں کا لشکر بڑھ گیا اور کافروں کا زور ٹوٹ گیا۔

چنانچہ اب تو کافروں کو مسلمان اپنے سے دگنے نظر آنے لگے اور اللہ نے موحدوں کی مدد کی اور آنکھوں والوں کیلئے عبرت کا خزانہ کھول دیا۔

اللہ دونوں گروہوں کو ایک دوسرے سے کم دکھا رہا تھا تاکہ کوئی فریق جنگ چھوڑ کر نہ جائے۔ اور یہ دن حق اور باطل کے لئے یوم الفرقان بن جائے۔